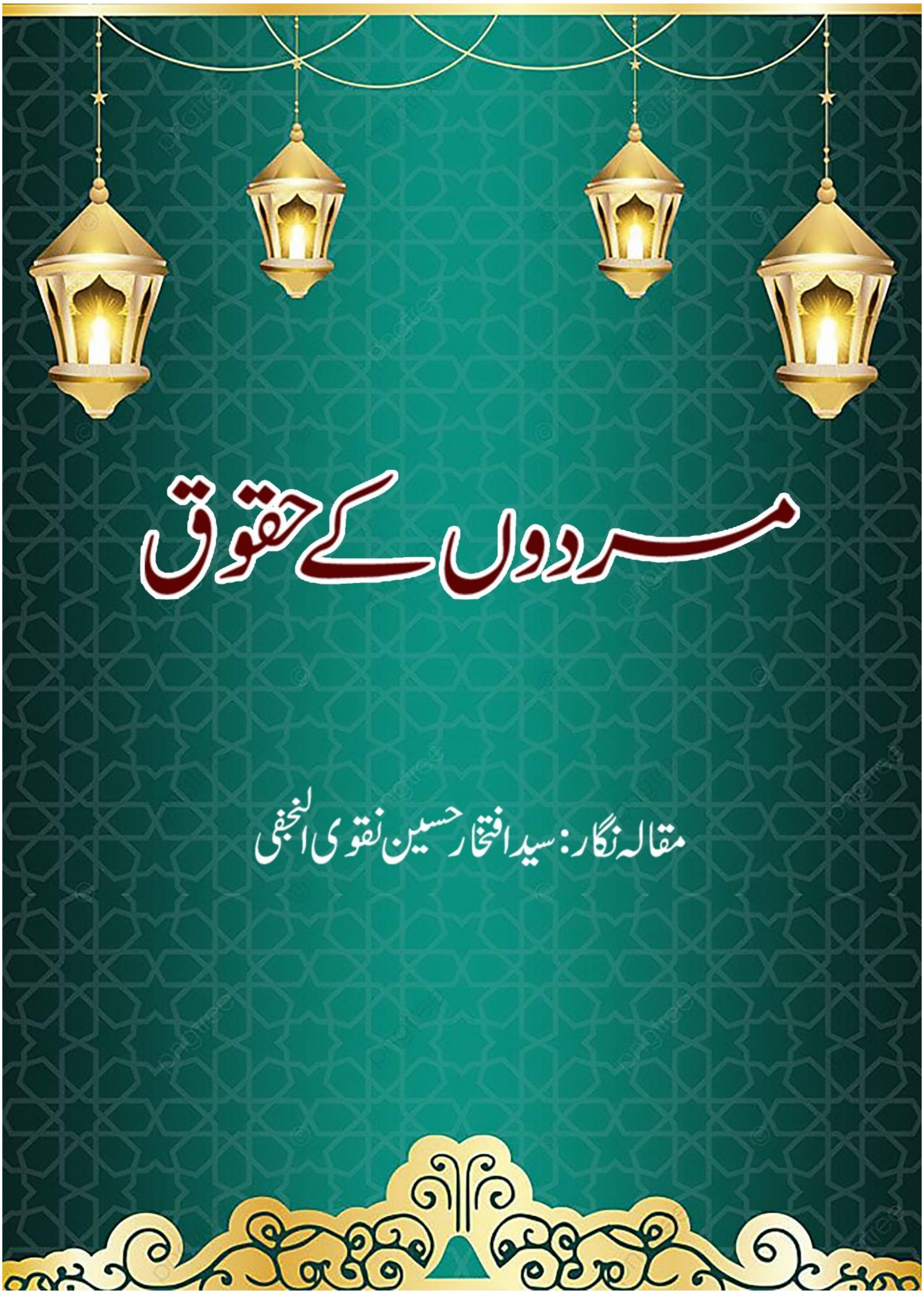
مردوں کے حقوق
مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مردوں کے حقوق

مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

انسانی معاشرے کی بقاء اور کاروانِ حیات کو آگے بڑھانے کے لیے مرد اور عورت دونوں کی ضرورت ہے ان دونوں کے ملاپ سے گھرانہ تشکیل پاتا ہے جو انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ اس بنیادی اکائی کی حیثیت اور اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے طرفین یعنی مرد اور عورت دونوں کے لیے کچھ حقوق اور کچھ فرائض متعین کیے ہیں تاکہ معاشرہ انسانی کامیابی سے ارتقاء کے سفر کو جاری رکھ سکے۔

زیر نظر مضمون عام روش سے تھوڑا سا ہٹ کر ہے کیونکہ عام طور پر حقوقِ نسواں یا خواتین کے حقوق سے متعلق بات کی جاتی ہے مردوں کے حقوق کے سلسلے میں نہ اتنا بولا جاتا ہے اور نہ ہی لکھا جاتا ہے اسلامی نظریاتی کونسل میں ایک معزز رکن کی جانب سے باقاعدہ تحریری طور پر چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل سے یہ استدعا کی گئی کہ اس موضوع پر کونسل میں بحث کی جائے، اس سلسلے میں بحث شروع کرنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ مرد کے چار مراتب ہیں:۔

۱۔ بیٹا ۲۔ بھائی ۳۔ شوہر ۴۔ باپ

کوئی مرد اِن چار صورتوں سے خالی نہیں ہے لہٰذا ان رشتوں کے لیے جو حقوق بیان ہوئے ہیں وہ درحقیقت اسلام کی نظر میں مردوں کے حقوق ہیں ہم بالترتیب ہر ایک کے لیے شریعت مقدسہ کی جانب سے متعین حقوق سے متعلق قرآنی آیات، احادیثِ پیغمبر اور آئمہ اہل البیت اطہار علیہم السلام کے فرامین کی روشنی میں جائزہ لیں گے۔

۱۔ بیٹا

بیٹا والدین کے لیے اللہ کی جانب سے ایک نعمت ہے، والدین کی ذمہ داریاں بیٹے کی پیدائش سے ہی شروع نہیں ہوتی ہیں بلکہ پیغمبر ﷺ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی احادیث کے مطابق طلبِ فرزند کی دعا کرنا بھی مسنون ہے۔ شریعت مقدسہ کی نظر میں بچے کی ولادت کی دعا کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ولادت کے بعد جو فرائض ہیں وہ بھی بخوبی ادا کیے جائیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ۔

ترجمہ: ''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے وصیت کرتا ہے۔''

اس ضمن میں بہت ساری احادیث اور ائمہ علیہم السلام سے بکثرت روایات مروی ہیں۔

عن أبي عبد الله علیه السلام قال: جاء رجل إلی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فقال: یا نبيّ الله إنّ لي ابنة عمّ قد رضیتُ جمالها وحسنها ودینها، ولکنّها عاقر، فقال صلی الله علیه و آله وسلم: لا تزوّجها، إنّ یوسف بن یعقوب لقي أخاه، فقال: یا أخي کیف استطعت أن تزوّج النساء بعدي؟ فقال: إنّ أبي أمرني، قال: إن استطعت أن یکون لك ذریة تثقل الأرض بالتسبیح، فافعل."

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ میرے چچا کی ایک دختر ہے جس کا جمال، حسن اور دین مجھے پسند ہے لیکن وہ بانجھ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ شادی نہ کرو، پھر فرمایا جب پیغمبر خدا حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی سے ملے انہوں نے بھائی سے پوچھا کہ بھائی جان میرے بعد آپ نے شادی کیونکر کی؟ بھائی نے کہا: بھائی میرے والد نے مجھے حکم دیتے ہوئے کہا: بیٹا اگر آپ کے لیے ممکن ہو ایسی ذریت (نسل) پیدا کرنا جو زمین کو اللہ کی تسبیح سے بھاری کر دے تو ایسا ضرور کرنا۔

وعن جابر عن الإمام الباقر علیه السلام: قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم: ما یمنع المؤمن أن یتّخذ أهلاً لعلّ الله یرزقه نسمة تُثقل الأرض بلا إله إلا الله."

ترجمہ: حضرت جابر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کو کونسی چیز اس بات سے روکتی ہے کہ وہ شادی کرے تاکہ اللہ اسے ایسی نسل عطا کرے جو زمین کو لاالٰہ الّا اللہ سے بھاری کر دے۔

نیک اولاد والدین کی مغفرت اور بخشش کا ذریعہ ہے

جو والدین اپنے بچوں کی تربیت میں اسلام کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہیں وہ اس بات پر ماجور ہوتے ہیں حتی کہ وہ بچے جو بلوغت سے قبل وفات پا چکے ہیں وہ بھی والدین کی مغفرت کا سبب بنتے ہیں۔

عن أبي الحسن الرضا علیه السلام قال: قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم لرجل..: أما علمت أنّ الولدان تحت العرش یستغفرون لآبائهم یحضنهم إبراهیم، وتربّیهم سارة في جبل من مسك وعنبر وزعفران؟."

ترجمہ: امام ہشتم ابا لحسن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے ایک شخص سے کہا: کیا تم کو نہیں معلوم کہ بچے (جو کمسنی میں وفات پاتے ہیں) عرش کے سائے میں اپنے والدین کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی پرورش کرتے ہیں اور حضرت سارہ مشک و عنبر و زعفران کی ایک پہاڑی کے پاس ان کی تربیت کرتی ہیں۔

اگر اولاد سے پہلے والدین دنیا سے چلے جائیں تب بھی نیک اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے دنیا میں موجود ان کی نسل مرحوم والدین کی نیکیوں میں اضافہ کا سبب بنتی ہے جیسا کہ روایت میں آیا ہے۔

اذا مات المؤمن انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقة جارية، أو علم يُنتفع به، أو ولد صالح يدعو له."

ترجمہ: جب مومن مر جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین منقطع نہ ہونے والی چیزیں بھی ہیں: صدقہ جاریہ، ایسا علم جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہو اور ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

اولاد پر انفاق کرنے کا ثواب

یوں تو اولاد کی ضروریات کو پوری کرنا والد کی ذمہ داری ہے بچوں کے مادی اور معنوی ضروریات کو پوری کرنے سے جہاں ایک طرف ایک معاشرتی ذمہ داری پوری ہوتی ہے وہاں دوسری جانب اس عمل پر اجر عظیم کا وعدہ دیا گیا ہے پس اولاد نہ صرف دنیا کی زینت ہیں بلکہ نیک اولاد اللہ کی جانب سے انسان کو ماجور کرنے کا سبب بھی ہے۔

بیٹے کے حقوق اس کے والدین پر

امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق؛ جو آپ کے مشہور زمانہ "رسالۃ الحقوق" میں مندرج ہے کہ:

"وأمّا حقّ ولدك فتعلم أنّه منك ومضاف إليك في عاجل الدنيا بخيره وشرّه، وأنّك مسؤول عمّا ولّيته من حسن الأدب والدلالة على ربّه والمعونة له على طاعته فيك وفي نفسه، فمثاب على ذلك ومعاقب، فاعمل في أمره عمل المتزيّن بحسن أثره عليه في عاجل الدنيا، المعذر إلى ربّه فيما بينك وبينه بحسن القيام عليه والأخذ له منه ولا قوّة إلا بالله."

ترجمہ: اپنے بیٹے کے حقوق کے حوالے سے یہ جان لو کہ وہ تم سے ہے اور اپنی تمام تر اچھائیوں اور برائیوں سمیت دنیا میں تم سے منسوب ہے، اور ولی ہونے کے ناطے حسن ادب، اللہ کی جانب رہنمائی اور اطاعت خدا پر اس کی مدد کے حوالے سے تمہارے متعلق اور اس کے اپنے متعلق تم مسئول ہو، پر اس کی اچھائیوں پر تم کو ثواب اور اس کی برائیوں پر تمہیں عقاب ہوگا، پس اپنے بیٹے کی نسبت ایسا کام کرو جو دنیا میں بہترین نتیجے (نیک نامی) کا حامل ہو اور تمہارے رب کے پاس تمہارے اور تمہارے بیٹے کے درمیان جو معاملات ہیں ان میں آپ کے لیے عذر بن سکے یعنی اس سے متعلق امور کو احسن طریقے سے انجام دو اور اس کے حقوق ادا کرو یقیناً ہر قدرت اور طاقت اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

مندرجہ بالا روایات اور امام زین العابدین کے فرمان کے مطابق والدین پر بیٹے سے متعلق مندرجہ ذیل حقوق عائد ہوتے ہیں۔ ان سے احسن طریقے سے فارغ الذمہ ہونا والدین کی ذمہ داری ہے۔

۱۔ والد بیٹے کی ماں کے ساتھ زندگی گزارے، (طلاق نہ دے)۔

۲۔ اچھا نام رکھیں۔

۳۔ قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

۴۔جب بیٹا شادی کی عمر میں پہنچ جائے تو اس کی شادی کریں۔

۵۔ان کو اس بات کا علم ہو کہ بیٹے کی صورت میں ان کے پاس اللہ کی امانت ہے؛ جس کی حفاظت اور شریعت کے اُصولوں کے مطابق تربیت ان کی ذمہ داری ہے۔

۶۔اس کو حلال غذا فراہم کریں اور حرام کمائی کھلانے سے اجتناب کریں۔

۷۔اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں خیر کی دعا کریں۔

۸۔اس کا احترام کریں (عزت نفس مجروح نہ کریں) ؛

جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: "أكرموا أولادكم"

۹۔ وقت گزرنے سے پہلے اس کی اچھی تربیت کے لیے اقدام کریں؛

جیسے حدیث میں آیا ہے: "بادروا أحداثكم بالحديث قبل أن يسبقكم اليهم المرجئة"

۱۰۔جب بیٹا سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کو نماز کی تعلیم دیں؛

فعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم": علِّموا أولادكم الصلاة إذا بلغوا سبعاً واضربوهم عليها إذا بلغوا عشراً"

۱۱۔اس کو اچھی جگہ میں رکھیں (ایسے مقامات میں رہائش نہ رکھیں جو بچے کی نیک تربیت میں رکاوٹ کا سبب بن جائیں) ۔

۲۔ بھائی

مرد کا دوسرا روپ بھائی کا ہے شریعت مقدسہ میں یہ عنوان مطلق استعمال ہوا ہے بھائی سے مراد صرف نسبی اور سگا بھائی نہیں ہے بلکہ حدیث کے مطابق المسلم اخو المسلم کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس اس عنوان کے ذیل میں مروی احادیث، روایات اور فرامین چند مخصوص احکام جو نسبی رشتے کے ساتھ خاص ہیں ان کے علاوہ دیگر تمام موارد میں سب شامل ہیں۔ بھائی چارے کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر کوئی ان حقوق کو ادا کرے جو اسلام نے اس کے بھائی کی نسبت عائد کیے ہیں۔

۱۔تذلیل نہ کرے:

اپنے قول یا فعل میں ایسا اظہار نہ کرے جس کی وجہ سے دوسرے بھائی کی تحقیر ہو۔

ومِمّا جاء في ذلك عن الإمام الهادي عليه السلام: المراءُ يُفسِدُ الصداقةَ القديمةَ ويحلُّ العقدةَ الوثيقةَ، وأقلُّ ما فيه أن تكونَ فيه المغالبة. والمغالبةُ أسُّ أسبابُ القطيعةِ"

امام علی الھادی علیہ السلام سے منقول فرمان کے مطابق:

تذلیل اور تحقیر کرنا پرانی دوستی کو خراب کرنے کا باعث ہے اور مضبوط بندھن کے ٹوٹنے کا سبب ہے، کم سے کم تحقیر کا معیار یہ ہے کہ انسان خود کو غالب سمجھے اور ایسا سمجھنا جدائی کے اسباب کی بنیاد ہے۔

۲۔ چغل خور کی پیروی نہ کرے:

ایک بھائی کا اپنے دوسرے بھائی پر یہ حق ہے کہ وہ اس سے متعلق چغل خور کی باتوں کی پیروی نہ کرے۔

امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"من أطاعَ الواشي ضيّعَ الصديقَ"

ترجمہ: ''جس نے چغل خور کی پیروی کی اس نے دوستی کو ضائع کیا۔''

۳۔ شرم اور احترام کو برقرار رکھے:

عن الصادق عليه السلام: لا تُذهِبِ الحشمةَ بينَك وبين أخيكَ وأبقِ منها، فإنّ ذهابَ الحشمةِ ذهابُ الحياءِ، وبقاءَ الحشمةِ بقاءُ المودَّةِ"

ترجمہ: اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان سے شرم کو جانے نہ دو اس کو برقرار رکھو، کیونکہ شرم ختم ہونے کا مطلب بے حیائی ہے اور شرم باقی رہنے کا مطلب مودت کی بقاء ہے

۴۔ آپس میں عدل و انصاف سے کام لیں:

عن مولانا الإمام الصادق عليه السلام:

"تحتاجُ الأخوّةُ بينهُم إلى ثلاثةِ أشياءٍ، فإنِ استعملوها وإلّا تبايَنوا وتباغَضوا وهي: التناصفُ والتراحمُ ونفيُ الحسدِ"

ترجمہ: اخوت تین چیزوں سے قائم رہتی ہے اگر وہ نہ ہوں تو ایک دوسرے سے جدائی اور بغض پیدا ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱۔ آپس میں انصاف کرنا۔

۲۔ ایک دوسرے پر رحم کرنا۔

۳۔ آپس میں حسد نہ رکھنا۔

۴۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا۔

۵۔ غیر حقیقت پسندانہ رویے سے پرہیز کرنا۔

۶۔ آپس کے اُمور میں سچائی سے کام لینا۔

۷۔ ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑائیں۔

۸۔ حیثیت سے زیادہ بڑھاچڑھا کر کسی کو پیش نہ کریں۔

۹۔ توہین نہ کرنا۔

روی أنّہ نزل جبرائیل علی النبیّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقال لہ: یامحمّدُ إنَّ ربکَ یقولُ: من أھانَ عبدی المؤمنَ فقدْ استقبلَنی بالمحاربةِ."

ترجمہ: روایت ہے کہ جبرائیل آئے اور اور پیغمبر اسلام ﷺ سے کہاکہ یا محمد جس نے میرے مومن بندے کی توہین کی اس نے مجھے اپنے ساتھ جنگ کے لیے تیار کیا۔

۳۔ شوہر

یہ مرد کا تیسرا روپ ہے جس طرح شوہر کے متعین فرائض ہیں اسی طرح سے شریعت مقدسہ نے اس کے لیے حقوق بھی متعین کر رکھے ہیں ان کی رعایت بھی ضروری ہے۔

۱۔ شوہر کے لیے تمکین کرنا

حصول لذّت اور استمتاع کی خاطر بیوی اپنے شوہر کی بات مانے اور تمکین کرتے ہوئے اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دے اور اس کی نافرمانی نہ کرے۔

''عَنْ أَبِي بَصِيرٍؒ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ علیہاالسلام قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: أَنْ تُجِيبَهُ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى قَتَبٍ۔۔۔''

ترجمہ: جناب ابو بصیرؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرماتے ہیں: ایک خاتون پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شوہر کی جنسی خواہش کو پورا (کرنے کی خاطر اپنے نفس کو اس کے حوالہ) کرے، اگرچہ وہ سواری پر ہی کیوں نہ ہو۔۔۔

اس ضمن میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں کہ مرد کی جنسی خواہشات کو پورا کرنے کی خاطر عورت اپنے آپ کو شوہر کے اختیار میں دے، جب بھی شوہر کو اُس کی حاجت پیش آئے، عورت اُسے منع نہ کرے اور جنسی لذّت کے حصول سے نہ روکے۔

لیکن اُمور خانہ داری کی انجام دہی اور شوہر کی وہ ضرورتیں پوری کرنا، جن کا جنسی لذّت سے کوئی تعلق نہ ہو، جیسے گھر کے کام کاج، جھاڑو دینا، کپڑے دھونا، کھانا پکانا اور شوہر کے کاموں میں مدد کرنا بیوی کی شرعی اور قانونی ذمہ داری نہیں ہے۔

البتہ یہ عرفی اور اخلاقی ذمہ داری ہے اور فقہائے امامیہ نے روایات سے استدلال کرتے ہوئے ان کاموں کی انجام دہی کو مستحب قرار دیا ہے۔

چونکہ برصغیر کے معاشرے میں عورت بیوی ہونے کے فرائض کے ساتھ ساتھ گھریلو کام کاج بھی کرتی ہے اور گھر کا کام کاج معاشرہ میں ازدواجی زندگی کے مفہوم کا حصہ بن چکا ہے لہذا اگر میاں بیوی نکاح کے وقت ازدواجی زندگی کے اس مفہوم کی پابندی کی طرف متوجہ ہوں اور یہ مفہوم، عقد نکاح کی شرائط میں واقع ہو تو عورت پر شرعاً واجب ہو جائے گا کہ وہ اس ازدواجی زندگی کے تمام امور پر پابند ہو جن میں گھر میں کھانا پکانا، گھر کو سنوارنا، اپنے آپ کو سنوارنا، بچوں کی دیکھ بھال اور ان کو دودھ پلانا سب کچھ شامل ہے۔

بچوں کی دیکھ بھال (و نگہداشت) اور ان کی صحیح تربیت میں شوہر بیوی کا ہاتھ بٹائے یعنی ہر وہ کام جو ماحول کے اعتبار سے ازدواجی زندگی کا جزو ہے۔

عورت صرف ان گھریلو کاموں کو انجام دینے کی ذمہ دار ہے کہ جو شوہر نے عقد کے دوران شرط کئے ہوں، اس کے علاوہ گھر کے دوسرے کام عورت پر واجب نہیں ہیں۔

۲۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا

بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کے گھر سے باہر نہیں جا سکتی اور نہ ہی کوئی پیشہ یا کام کاج اختیار کر سکتی ہے، نیز کوئی مباح کام سیکھنے یا کسی مستحب کام کی انجام دہی کے لئے بھی شوہر کی اجازت ضروری ہے، یہاں تک کہ اپنے والدین کے گھر یا کسی مریض کی عیادت و تیمار داری یا تشیع جنازہ میں شرکت اور تعزیت کے لئے بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتی۔

’’عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ علیہالسلام قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ فِي بَعْضِ حَوَائِجِهِ فَعَهِدَ إِلَى امْرَأَتِهِ عَهْداً أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا حَتَّى يَقْدَمَ قَالَ: وَإِنَّ أَبَاهَا قَدْ مَرِضَ فَبَعَثَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَسْتَأْذِنُهُ أَنْ تَعُودَهُ فَقَالَ: لَا، اجْلِسِي فِي بَيْتِكِ وَأَطِيعِي زَوْجَكِ قَالَ: فَثَقُلَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ ثَانِياً بِذَلِكَ، فَقَالَ: اجْلِسِي فِي بَيْتِكِ وَأَطِيعِي زَوْجَكِ، قَالَ: فَمَاتَ أَبُوهَا فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ أَنَّ أَبِي قَدْ مَاتَ فَتَأْمُرُنِي أَنْ أُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: لَا اجْلِسِي فِي بَيْتِكِ وَأَطِيعِي زَوْجَكِ قَالَ: فَدُفِنَ الرَّجُلُ فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكِ وَلِأَبِيكِ بِطَاعَتِكِ لِزَوْجِكِ‘‘

ترجمہ: جناب عبداللہ بن سنانؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خداﷺ کے دور میں انصار میں سے ایک شخص سفر پر چلا گیا اور اپنی بیوی سے یہ وعدہ لیا کہ وہ اس کے واپس آنے تک گھر سے باہر نہ جائے گی۔ (انہی دنوں میں) اس عورت کا باپ بیمار ہو گیا تو عورت نے کسی کو رسول خداﷺ کے پاس بھیجا تاکہ آپﷺ سے اپنے بیمار باپ کی عیادت کے لئے اجازت لے، رسول خداﷺ نے فرمایا: نہیں اپنے گھر میں رہو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو، پس اسی اثناء میں اس کے باپ کی بیماری مزید بڑھ گئی، تو عورت نے دوسری مرتبہ کسی کو پیغمبرﷺ کے پاس بھیجا کہ باپ سے ملنے کی اجازت دے دیں، آپﷺ نے پھر فرمایا: گھر میں رہو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو، امامؑ فرماتے ہیں: بالآخر اس عورت کا باپ مر گیا، پس اُس نے تیسری مرتبہ کسی کو پیغمبر اکرمﷺ کے پاس بھیجا کہ میرا باپ مر گیا ہے، کیا اب اجازت فرمائیں گے کہ (اس کی تشیع جنازہ میں شرکت کروں اور) اُس پر نماز پڑھوں؟ آپﷺ نے فرمایا: گھر میں رہو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو،

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب اس کے باپ کو دفنایا گیا، تو پیغمبر اکرمﷺ نے اس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ خداوند متعال نے تیری اپنے شوہر کی فرمانبرداری کے بدلے میں، تجھے اور تیرے باپ کو بخش دیا ہے۔

۳۔ شوہر کی اجازت کے بغیر مال خرچ نہ کرنا

بیوی صرف اس مقدار میں شوہر کے مال سے اپنے لئے خرچ کر سکتی ہے کہ جتنا اس کے نان، نفقہ، مسکن اور اولاد کی پرورش کے لیے عرف کے مطابق خرچ کیا جاتا ہے، اس مقدار میں شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے، بشرطیکہ شوہر علیحدہ سے اِن اُمور کی انجام دہی کے لیے اسے کوئی رقم نہ دے رہا ہو۔ اس کے علاوہ شوہر کے ذاتی مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی بھی جگہ، حتّٰی کہ صدقہ، نذر و نیاز وغیرہ کے لیے بھی خرچ نہیں کر سکتی۔

''لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا''

ترجمہ: اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی حرج ہے اور نہ خود تم پر اس بات میں کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائی اور بہنوں

کے گھروں سے یا اپنے چچا، پھوپھی، ماموں یا خالہ کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی چابیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم مل کر کھاؤ یا جدا جدا۔

''عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: [أَوْ صَدِيقِكُمْ] فَقَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هَذِهِ الْآيَةِ، تَأْكُلُ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ مِنَ التَّمْرِ وَالْمَأْدُومِ وَكَذَلِكَ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا وَأَمَّا مَا خَلَا ذَلِكَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا''

ترجمہ: جناب زرارہؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند متعال کے اس قول ''أَوْ صَدِيقِكُمْ'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ کہ جن کا خداوند متعال نے اس آیت میں نام لیا ہے، ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر کھجور اور کھانے پینے کی چیزیں کھا سکتے ہیں اور اسی طرح عورت بھی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ان چیزوں کو کھا سکتی ہے، لیکن کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنا

اگر شوہر بیوی سے بناؤ سنگھار کا تقاضا کرے، تو اُسے چاہیئے کہ وہ شوہر کے لیے زینت و آرائش کرے، اپنے لباس اور بدن کو پاک صاف رکھے اور ایسی چیزوں سے پرہیز کرے جو شوہر کے لیے ناگوار ہوں۔ تاکہ اس کی طرف شوہر کی رغبت بڑھے اور ان کے درمیان ناچاقی اور جدائی کے اسباب پیدا نہ ہوں۔

''عَنْ عَمْرِو بْنِ جُبَيْرٍ الْعَزْرَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ؟ فَقَالَ: أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَتْ: فَخَبِّرْنِي عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، قَالَ: لَيْسَ لَهَا أَنْ تَصُومَ إِلَّا بِإِذْنِهِ، يَعْنِي تَطَوُّعاً وَلَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا (بِغَيْرِ إِذْنِهِ) وَعَلَيْهَا أَنْ تَطَيَّبَ بِأَطْيَبِ طِيبِهَا وَتَلْبَسَ أَحْسَنَ ثِيَابِهَا وَتَزَيَّنَ بِأَحْسَنِ زِينَتِهَا وَتَعْرِضَ نَفْسَهَا عَلَيْهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً وَأَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ حُقُوقُهُ''

ترجمہ: جناب عمرو بن جبیر عزرمیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کافی زیادہ حق ہے، اس عورت نے عرض کیا: پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس بارے کچھ آگاہ فرمائیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیوی کو حق نہیں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ رکھے، اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر جائے اور عورت پر لازم ہے کہ پاکیزگی اور صفائی کا خیال رکھے، بہترین لباس پہنے (اور شوہر کی خاطر) بہترین زینت و آرائش کرے اور اپنے نفس کو (تمکین اور حصول لذّت کی خاطر) دن رات شوہر کے اختیار میں دے اور شوہر کے بیوی پر اس سے زیادہ حقوق ہیں۔

۴۔ باپ کے حقوق

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (الاسراء ۲۳۔۲۴)

ترجمہ: اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اگر تمہارے سامنے ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہوجائیں تو خبردار ان سے اُف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ گفتگو کرتے رہنا۔

اور ان کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگار اُن دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انہوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے۔

آیت کے مضمون سے مندرجہ ذیل حقوق مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ اطاعت

فَحَقُّ الوَالِدِ عَلَى الوَلَدِ أن يُطِيعَهُ فِي كُلِّ شَيءٍ إلَّا فِي مَعصِيَه اللهِ سُبحَانَه

ترجمہ: اولاد پر والد کا حق ہے کہ وہ اس کی اللہ سبحانہ تعالی کی معصیت کے علاوہ ہر حکم میں اطاعت کرے۔

اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ بیٹا ایک مباح سفر پر جانا چاہتا ہے اور اس کا والد اسے منع کرے بیٹا پھر بھی چلا جائے تو اس کو چاہیے کہ اپنی نمازیں اور روزے قصر نہ کرے اگرچہ اس کا سفر شرعی طور پر قصر جتنی مسافت رکھتا ہو، کیونکہ اس کا یہ سفر معصیت ہے اور وہ مسافر جو معصیت کا مرتکب ہو اس کے لیے قصر جائز نہیں، اس نے والد کے منع کرنے کے باوجود سفر کر کے معصیت کا ارتکاب کیا ہے۔

۲۔ گفتگو میں نرمی

والد کا حق ہے کہ اولاد نرم لہجے میں گفتگو کرے جیسا کہ قرآن کا حکم ہے کہ:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا

ترجمہ: خبردار ان سے اُف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ (نرم لہجے میں) گفتگو کرتے رہنا۔

عن ابا عبداللہ علیہ السلام: أدنَى العُقُوقِ أُفٍّ وَلَو عَلِمَ اللهُ شَيئاً أيسَرَ مِنهُ وَ أهوَنَ مِنهُ لَنَهَى عَنهُ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کم ترین عقوق (والدین کی نافرمانی) اف کہنا ہے اگر اس سے بھی کم (نافرمانی کا شائبہ رکھنے والا) لفظ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے منع فرماتا۔

۳۔ تواضع اور انکساری

اولاد کو چاہیے کہ اپنے والد کے سامنے متواضع اور منکسر رہیں جیسا کہ قرآن کا حکم ہے کہ:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

ترجمہ: اور ان کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے کاندھوں کو جھکا دینا۔

۴۔ احسان اور نیکی

اولاد پر والد کا حق ہے کہ اس کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا سلوک کیا جائے اور یہی قرآن کا حکم بھی ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (عنکبوت ۸)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو یہ وصیت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

ترجمہ: اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

۵۔ دعا

باپ یہ حق رکھتا ہے کہ اولاد ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے خیر کی دعا کرے۔

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

ترجمہ: اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگار اُن دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انہوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراھیم۔۴۱)

ترجمہ: پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنین کو اس دن بخش دینا جس دن حساب قائم ہوگا۔

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حیث یقول:

للمسلم على أخيه ثلاثونَ حقًّا، لا براءةَ لهُ إلّا الأداءُ أو العفوُ: يغفرُ زلّتَه، ويرحمُ عبرتَه، ويسترُ عورتَه، ويُقيلُ عثرتَه، ويقبلُ معذرتَه، ويردُّ غيبتَه، ويُديمُ نصيحتَه، ويحفظُ خلّتَه، ويرعى ذِمّتَه، ويعودُ مرضَتَه، ويشهدُ ميتتَه، ويجيبُ دعوتَه، ويقبلُ هديّتَه، ويكافئُ صِلتَه، ويشكرُ نعمتَه، ويُحسنُ نصرتَه، ويحفظُ خليلتَه، ويقضي حاجتَه، ويشفعُ مسألتَه، ويُسمِتُ عطستَه، ويُرشِدُ ضالَّتَه، ويردُّ سلامَه، ويطيبُ كلامَه، ويبرُّ أنعامَه، ويصدِّقُ أقسامَه، ويوالي وليَّه ويعادي عدوَّه، وينصرُه ظالمًا أو مظلومًا۔ فأمّا نصرتُه ظالمًا فيردُّه عن ظلمِه،

وأمّا نصرتُه مظلومًا فيُعينُه على أخذِ حقِّه ولا يسلمُه، ولا يخذلُه، ويحبُّ له من الخيرِ ما يحبُّ لنفسِه، ويكرهُ له من الشرِّ ما يكرهُ لنفسِه، ولا يبرأُ المسلمُ يومَ القيامةِ من هذهِ الحقوقِ إلّا إذا أدّاها أو نالَ من صاحبِه العفوَ"

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

ایک مسلمان کے اپنے بھائی پر تیس حقوق ایسے ہیں جن سے کوئی چھٹکارا نہیں مگر یہ کہ انہیں ادا کرے۔

1-**العفوعن الزلّات**: "خطاوں اور غلطیوں کو معاف کرنا"

2-**المواساۃ فی المصائب**: "مصیبت میں ہمدردی کرنا"

3- **ستر العورۃ**: "ستر پوشی کرنا"

4-**إقالۃ العثرۃ**: "لغزشوں سے چشم پوشی کرنا"

5-**ردّ الغیبۃ**: "غیبت کو نہ سننا اور اس کی تردید کرنا"

6- **قبول المعذرۃ**: "معذرت قبول کرنا"

7- **تقدیم النصیحۃ**: "نصیحت کرنا"

8- **حفظ الأخوّۃ**: "بھائی چارے کی حفاظت کرنا"

9- **رعایۃ الذمّۃ**: "عزت نفس کی حفاظت کرنا"

10- **عیادۃ المریض**: "بیمار کی عیادت کرنا"

11-**حضور الجنازۃ**: "جنازے میں شریک ہونا"

12-**إجابة الدعوة**: "دعوت قبول کرنا"

13- **قبول الهديّة**: "تحفہ قبول کرنا"

14-**مكافأة الصلة**: "اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دینا"

15- **الشكر على النعمة**: "نعمتوں پر شکر کرنا"

16- **الانتصار لأخيه**: "بھائی کی مدد کرنا"

17-**رعاية عائلته**: "اس کے اہل وعیال کا خیال رکھنا"

18- **قضاء حوائجه**: "اس کی حاجت روائی کرنا"

19- **الشفاعة في مسألته**: "مسائل کی دُوری کے لیے واسطہ بننا"

20-**تسميتُ العطسة**: "چھینک آنے پر (یرحمك الله) کہنا"

21-**إرشاد ضالّته**: "گمشدہ چیز کی طرف رہنمائی کرنا"

22-**ردّ التحية**: "سلام کا جواب دینا"

23- **تحسين كلامه**: "اس کی بات پر تحسین کرنا"

24- **موالاة صديقه**: "اس کے دوستوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا"

25- **الامتناع عن معاداته**: "اس کے ساتھ معاندانہ برتاو نہ کرنا"

26-**نُصرته ظالمًا ومظلومًا**: "ظالم ہو یا مظلوم اس کی مدد کرنا"

[ظالم ہونے کی صورت میں مدد کرنے سے مراد اس کو ظلم سے باز رکھنا ہے۔۔۔]

27-**الامتناع عن تسليمه للعدو**: "اس کو دشمن کے سامنے جھکنے نہ دینا"

28- **ترك خِذلانه**: "اس کو رسوا نہ کرنا"

29- **أن تحبّ له ما تحبّه لنفسك**: "جو اپنے لیے پسند ہو وہ اس کے لیے پسند کرنا"

30- **أن تكره له ما تكرهه لنفسك**: "جو اپنے لیے ناپسند ہو وہ اس کے لیے بھی پسند نہ کرنا"

فی وصیّة مولانا الإمام أمیر المؤمنین علیه السلام لولده الإمام الحسن علیه السلام: "أیُ بنیّ تفهّمْ وصیَّتی واجعلْ نفسَكَ میزانًا فیما بینَك وبینَ غیرِك، فأحبِبْ لغیرِك ما تحبُّ لنفسِكَ واکرَهْ لهُ ما تکرَهُ لنفسِكَ، ولا تظلمْ کما لا تحبُّ أن تُظْلَمَ وأحسنْ کما تحبُّ أنْ یُحسَنَ إلیكَ، واستقبِحْ من نفسِكَ ما تستقبحُ من غیرِكَ."

ترجمہ: امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے نور نظر امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! میری وصیت کو سمجھو اور اپنے آپ کو اپنے اور دوسروں کے درمیان میزان قرار دو، پس دوسروں کے لیے وہ پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو، اور وہ ناپسند رکھو جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے، دوسروں پر ظلم نہ کرو جس طرح تم چاہتے ہو کہ تم پر ظلم نہ ہو اور دوسروں سے بھلائی کرو جس طرح تم پسند کرتے ہو کہ تمھارے ساتھ بھلائی کی جائے اور جو چیز دوسروں کی نسبت قبیح سمجھتے ہو وہ اپنے لیے بھی قبیح سمجھو۔